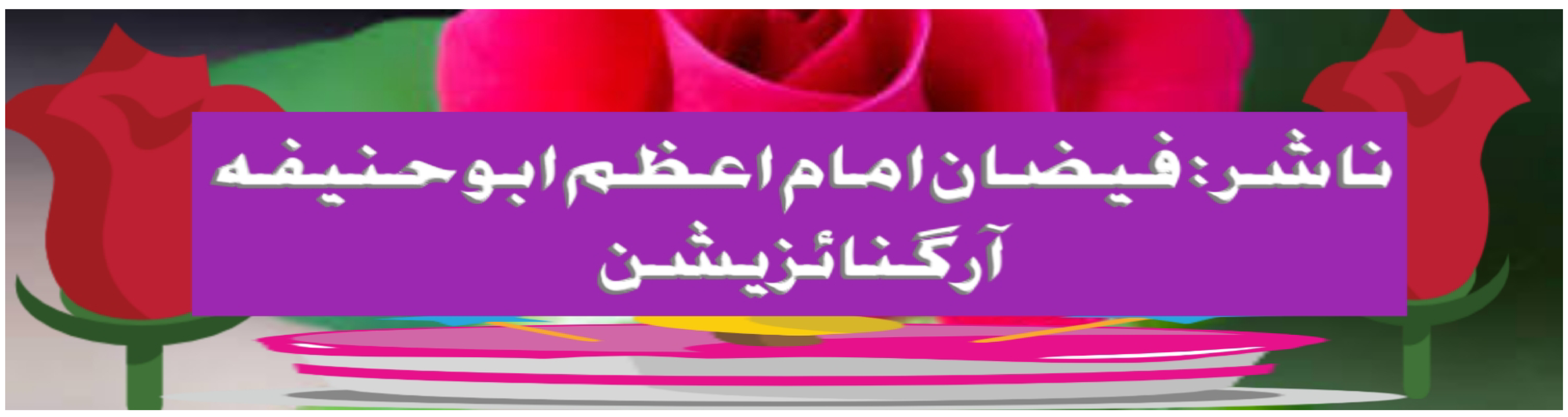
بسم الله الرحمن الرحيم

الصلاة والسلام عليك يا رسول الله







نام   :محمد اویس مصباحی

موضوع   : (۱) عصر حاضر کے چیلنجز اور ہماری ذمہ داریاں
(۲) اتحاد زندگی ہے، اختلاف موت

سکونت   : بگرؤآ، مرادآباد، یوپی، انڈیا

ناشر   : فیضان امام اعظم ابوحنیفہ آرگنائزیشن

موبائل نمبر : 8393958994

ایمیل   : mohammaduvais77@gmail.com

بلاگ-------- : abuhanifa77.blogspot.com

ٹویٹر--------- : Mohammad Uvais Misbahi

صلی اللہ علیہ وسلم

مولاي صل وسلم دائما ابدا * على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد ســـيد الكونين والثقليـن *والفريقين من عرب ومن عجـــم

يا رب بالمصطفى بلغ مقاصـدنا * واغفر لنا ما مضى يا واسع الكرم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین

عصر حاضر کے چیلنجز اور ہماری ذمہ داریاں

نزول قرآن کے تعلق سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یکبارگی نازل نہیں فرمایا بلکہ بتدریج نازل فرمایا، اس کے جہاں ایک طرف بہت سارے اسباب بیان کیے جاتے ہیں انہیں میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ وقت کے تقاضوں اور چیلینجز کے مطابق اللہ تعالی نے اسے یکبارگی نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ امت مسلمہ کو جن چیلینجز اور حالات کا سامنا ہوتا اسی کے مطابق ان کی تسلی اور تشفی کے لیے سور اور آیات قرآنیہ نازل ہوتیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وقت کے تقاضوں کے مطابق انبیاء علیہم السلام کو معجزات و آیات دیکر مبعوث فرمایا۔ وقت کے پیش نظر جس مقصد کے لیے اللہ تعالی نے انہیں اس خاکدان گیتی میں اپنا نائب و خلیفہ بناکر بھیجا، اس مقصد کو پورا کرنے میں انہوں نے کسی طرح کی کوئی کمی نہ کی۔ وقت کے چیلنجز کا انہوں نے سامنا کیا، بڑی دقتیں، دشواریاں اور مصائب و آلام انہیں پیش آئے لیکن اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیتے رہے۔

اسی طرح نبی اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف اوقات میں صحابہ کرام حاضر ہوتے اور سوالات پوچھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال متعدد مرتبہ ہو ا کہ" یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے ؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں کسی سے فرمایا جہاد افضل ہے ،کسی سے فرمایاوالدین کی خدمت افضل ہے ،کسی کو انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا ،کسی کو غصہ نہ کرنے کی تلقین فرمائی الغرض سوال ایک ہی تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حضرات کو مختلف جوابات مرحمت فرمائے ۔اس اختلاف کے بارے میں حضرات محدثین کرام کی آراء مختلف ہیں ۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ مختلف جوابات

سوال پوچھنے والوں کے حالات اور مزاج کی وجہ سے تھے ،مثلاً آپ کو جس شخص کے بارے میں یہ معلوم تھا کہ یہ غصے کا تیز ہے اسے غصہ نہ کرنے کی ترغیب دی ،جس کے بارے میں والدین کی خدمت اور اطاعت میں کوتاہی کا خدشہ تھا اس کے لیے والدین کی خدمت کو جہاد قرار دیا،جس کے مزاج میں بخل پایا اسے انفاق فی سبیل اللہ کا درس دیا ۔جبکہ بعض حضرات کاکہنا ہے کہ نبی اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف جوابات حالات اور مواقع کے اختلاف کی بنا پر تھے مثلاجب جہاد کا موقع درپیش تھا اس وقت جہاد کو افضل عمل قرار دیا ،جب فقراء کا تعاون کروانا مقصود تھا اس وقت انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دے دیا ،جب والدین کی خدمت میں کوتاہی محسوس کی تو والدین کی خدمت کو جہاد بتلایا، اگردیکھا کہ کسی کی بیٹی جوان ہے اور شادی میں تاخیر کی جارہی ہے تواسے عزت سے رخصت کرنے کا حکم دیا،رمضان المبار ک کا موقع ہوا تو روزے کے فضائل بیان فرمائے اور اگر حج کا معاملہ آیا تو فریضہ حج کی ادائیگی کی تلقین فرمائی ۔اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت کے بہت سے احکام کی بنیادحالات پر ہوتی ہے اور حالات کی بنیاد پر احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔اس لیے آ ج کے دور کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ علماءکرام کو آج کے دور میں اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے ادا کرنے کے لیے آج کے حالات کو سمجھنا ضروری ہے ،موجودہ دور کے چیلنجز کا ادراک کرنا لازم ہے اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت تہذیبی، فکری، عملی ،علمی اورتبلیغی میدان کے تقاضے کیا ہیں؟ جس طرح انبیاء علیہم السلام نے وقت کے چیلنجز کا سامنا کیا اور زمانہ کے لحاظ سے ان کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے، اسی طرح ہم پر بھی لازم ہے کہ عصر حاضر کے چیلنجز کو سمجھیں اور حتی المقدور ان کے تدارک کی کوشش کریں۔

اگر بات کی جائے عصر حاضر کے چیلنجز کی تو وہ ان گنت اور بے شمار ہیں۔ ان کی فہرست کافی طویل ہے۔ پھر بھی اس مختصر سے مضمون میں ان میں سے کچھ چینلنجز اور ان کے بالمقابل اپنی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

علمائے اہل سنت کا انتشار : عصر حاضر کا سب سے اہم چیلنج علمائے اسلام کا آپسی انتشار اور ایک دوسرے کی تکفیر ہے۔ دور

حاضر میں ایک دوسرے کی تکفیر کو کچھ علماء نے اپنا فرض منصبی سمجھ لیا ہے۔ کچھ ان پڑھ اور نام نہاد جاہل علماء کا یہ حال ہے کہ اگر ان کی پیروی کرتے ہوئے ان کے فتویٰ تکفیر پر عمل نہیں کیا تو اسے بھی کافر کہنے سے نہیں کتراتے۔ ان لوگوں نے سنیت کے دائرے کو اس قدر محدود کردیا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنی صرف یہ فتوی باز مولوی ہی ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ ان لوگوں نے اعلی حضرت علیہ الرحمہ کو اس قدر بدنام کردیا ہے کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اعلی حضرت نے بھی تکفیر میں احتیاط نہ کی ہوگی۔ ان لوگوں کی طرح فتوی تکفیر میں جلدی کی ہوگی۔ حالاں کہ تاریخ گواہ ہے کہ اعلی حضرت نے تکفیر میں کس قدر احتیاط کی تھی۔ کئی برس تک پیغام ارسال کرتے رہے تاکہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام میں ردوبدل کرلیں یا اپنے قول کی کوئی تاویل بیان کردیں لیکن جب ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تب اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اقدام کیا۔

ذرا ذراسی بات پر ایک دوسرے کی تکفیر کرنا کس بات کا ثبوت دیتا ہے؟ اخبار کی رپورٹ کے مطابق بھی تکفیر کردینا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر کسی سے قریب کفر کوئی کلمہ سرزد ہوگیا یا اس نے کفر ہی بک دیا تو پہلے اسے سمجھایا جاتا، اسلام کی طرف بلایا جاتا اگر وہ اپنی بات پر اٹل رہتا تو دیگر علماء سے مشورہ کے بعد حکم صادر کیا جاتا تو شاید کہ انتشار کا باعث نہ ہوتا لیکن جو ہوتا ہے وہ سب پر عیاں ہے---- ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے قرآن و احادیث کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا" (سورة آل عمران، الآية:۱۰۳) اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:" ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ، الْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ...الحديث.. (سنن أبي داود،كتاب الجهاد،باب في الغزو مع أئمة الجور، رقم الحديث:۲۵۳۲) تین باتیں ایمان کی اصل ہیں:جو لا الہ الا اللہ کہے اس سے رک جانا، اور کسی گناہ کے سبب اس کی تکفیر نہ کرنا، نہ اس کے کسی عمل سے اسلام سے اسے خارج کرنا-----

اس حدیث سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ

تکفیر مسلم میں ہمیں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ بخاری اور مسلم کی روایت سے بھی ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کی طرف کفر کی نسبت کرتا ہے تو یہ کفر ان دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹ آتا ہے۔ اگر قائل کافر نہ ہو اور نا ہی جسے وہ کافر کہ رہا ہے، کافر ہے تو یہ یقینا کافر ہو جائے گا۔ اگر ان احادیث کو پیش نظر رکھا جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ ذرا ذراسی بات پر تکفیر مسلم کے معاملہ کا سد باب ہو جائے گا۔

تمام ذمہ دار علماء کی ذمہ داری ہے کہ تکفیر مسلم میں احتیاط سے کام لیں اور اگر ہوسکے تو ایک ادارہ قائم کیا جائے تاکہ جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو تو سب علماء وہاں حاضر ہوکر اپنے دلائل پیش کریں اور اس کے بعد دلائل کی روشنی میں فیصلہ کریں۔ تاکہ بعد میں انتشار کا باعث نہ ہو۔ میرے نزدیک اس چیلنج کے تدارک کی یہ صورت مناسب ہے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ہر سال سلگتے ہوئے اور جدید موضوعات پر سیمینار ہوتا ہے، بہت سارے مفتیان کرام جمع ہوتے ہیں، تمام علماء اپنی اپنی رائے پیش کرتے ہیں، پھر تمام علما ایک بات پر متفق ہوکر فیصلہ سناتے ہیں۔ اس کے بعد کسی کو چون و چراں کرنے کی گنجائش نہیں رہ پاتی ہے۔ اگر تکفیر مسلم میں بھی اسی صورت پر عمل درآمد ہو تو امت مسلمہ کا شیرازہ منتشر ہونے سے بچ جائے گا۔

مسلم لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں سے شادیاں و فتنہ ارتداد :

پچھلے کچھ ایام سے سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کی چیختی ہوئی سرخیوں اور مواد سے لبریز کالموں میں ایک موضوع محل گفتگو بنا ہوا ہے ، اس نے قوم مسلم میں خطرات کی ایک ایسی فضا قائم کردی ہے کہ جس سے ساری ملت اسلامیہ مضطرب و بے چین ہے۔ قلق و اضطراب کے بادل اس کے سروں پر منڈلارہے ہیں، امت مسلمہ پہلے ہی سے نت نئے خطرات سے نبردآزما ہے اس پر یہ نیا فتنہ جس نے ذہن و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، نے امت اسلامیہ کی کمر توڑ کر رکھدی ہے۔ ملک عزیز کے حالات مسلمانوں کے لیے نہایت ہی پرآشوب ہیں۔ اس طرح کے ایک دو واقعات پہلے بھی پیش آتے رہے ہیں، لیکن ادھر چند دنوں سے باضابطہ پلاننگ کے تحت مسلمان لڑکیوں کو جال میں پھنسایا جا رہاہے اور آئے دن ان لڑکیوں کی تعداد

بڑھ رہی ہے،جو بے حیائی کے راستے پر بڑھتے ہوئے ارتداد تک پہنچ رہی ہیں، حکومت کا سہارا لیکر غیر مسلم لوگ، مسلمانوں کے خلاف ہر روز نت نئی فتنہ انگیزیاں اور شرپسندانہ کاروائیاں کرکے ڈر اور خوف کا ماحول پیدا کررہے ہیں، مسلمان لڑکیوں کو اپنی ہوس کا شکار بنارہے ہیں، غیر مسلم لڑکوں کو اس کام کے لیے تیار کر رہے ہیں، کچھ لڑکیوں کے ذریعہ مسلم لڑکوں کو اپنے ہندو مذہب میں داخل کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں جہاں اس کے لیے مال و زر فراہم کر رہی ہیں وہیں اپنی افرادی قوت کو بھی استعمال کر رہی ہیں ۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ مسلم لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ بھاگ جانے یا شادی کرنے کے واقعات میں کسی قدر اضافہ ہوا ہے۔ قوم مسلم غفلت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، مسلم لڑکیاں آئے دن غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ فرار ہورہی ہیں، ان کے مذہب کو اپنارہی ہیں۔ بڑی آسانی کے ساتھ مسلم لڑکیاں ان کے مذہب میں داخل ہو رہی ہیں۔ آخر کار اس کا سبب کیا ہے؟ یہ واقعات کیوں پیش آرہے ہیں؟ دراصل وجہ یہ ہے کہ فتنہ ارتداد کو قبول کرنے والی لڑکیوں کی پرورش ابتداء ہی سے ایسے ماحول میں ہوتی ہے کہ انہیں نہ تو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرایا جاتا ہے اور نہ ہی انہیں غیر مسلم لڑکوں سے الگ تھلک رکھا جاتا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن وہی لوگ جو ہندو مسلم اتحاد کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو برا بھلا کہتے تھے اور اپنی بچیوں کو غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ رہنے سہنے پر فخر محسوس کرتے تھے، وہی لڑکی ان کی نگاہوں کے سامنے سے غیر مسلم لڑکے کے ساتھ راہ فرار اختیار کرلیتی ہے اور ماں باپ کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ اب پچھتائے ہو کیا جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

یہ صورت حال ایسی سنگین ہے جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ قوم مسلم پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائے، قرآن و احادیث کی تعلیم سے واقف کرائے۔ اسلامی نظام کے مطابق مسلمان بچیوں کو پردے کا پابند بنایا جائے،ان میں حیاداری، عفت و عصمت کی حفاظت کاجذبہ پیدا کیا جائے، اسلامی تعلیم یافتہ مسلم ماں اور بہنیں ایسی لڑکیوں کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ موبائل خرید کر نہ دیا جائے کہ یہ بے

حیائی کے دروازے کو کھولنے والا اورعفت و عصمت کو تباہی کے دہانے پر لے جانے والا ہے۔ جن اداروں میں مخلوط تعلیمی نظام ہو وہاں اپنی بچیوں کو حصول تعلیم کے لیے نہ بھیجا جائے ۔ جلسے اور اجتماعات میں بیجا باتوں میں ٹائم پاس کرنے کے بجائے اس طرح کے موضوعات کو اپنی گفتگو کا موضوع بنائیں۔ حتی المقدور انہیں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس طرح ان کے فہم و عقل میں یہ بات آجائیگی ۔ فتنہ ارتداد سے بآسانی ہماری بہنیں بچ جائیں گی۔ دامن اسلام سے وابستہ رہیں گی۔ وباللہ التوفیق

غیر مسلم اقوام کی مسلم امہ کے خلاف سازشیں : عصر حاضر کا ایک اہم چیلنج جو امت مسلمہ کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ آج امت مسلمہ سارے عالم میں طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہے۔ کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہے، اسلام کو بدنام کرنے کے لیے غیر مسلم اقوام قسم قسم کے حیلے اور ہتھکنڈے استعمال کررہی ہیں۔ سیریا کی سرسبز و شاداب زمین ہو یا برما کی زرخیز وادی، افریقہ کے تپتے ہوئے صحراء ہوں یا وطن عزیز ہندوستان کے گنگا جمنی تہذیب سے مزین علاقے، ہر جگہ مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا شکار بنایا جارہا ہے۔ کبھی مسلک کے نام پر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے تو کبھی مسلم ممالک کو آپس میں لڑاکر ان کے شیرازہ کو منتشر کیا جارہا ہے۔ امت مسلمہ کو چھوٹے چھوٹے طبقوں میں بانٹ کر اور ان کے اتحاد و اتفاق کی کمر توڑ کر بآسانی اس کے مال و زر، جائداد اور خزانوں پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ اس پر مسلم ممالک کی خاموشی ایک المیہ ہے۔ اگر امریکہ ترکی کے خلاف زہر اگلتا ہے تو عرب ممالک کی نام نہاد حکومتیں ٹرمپ کی پیٹ تھپتھاتی ہوئی نظر آتی ہیں، اگر ترکی اسرائیل سے بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہے تو امریکہ کے اشارے پر ناچنے والی سعودی بر وزن یہودی حکومت اسرائیل سے تعلقات ہی قائم نہیں کرتی ہے بلکہ اپنے ملک سے ہوائی راستہ بھی اسرائیل کو فراہم کرتی ہے، اسرائیل کے ساتھ کروڑوں ریال کی تجارت کرکے فلسطین کے ظلم و تشدد کے شکار مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں اسرائیل کی مدد بھی کرتی ہے۔ امریکہ سے کروڑوں ریال سے لڑاکو طیارے خرید کر یمن کے مظلوموں پر ہوائی فائرنگ کرکے روزانہ سیکڑوں مسلمانوں کو لقمہ اجل بنانے کا

کام کررہی ہے۔

ایک دسمبر ۲۰۱۹ء کو اردو روزنامہ 'انقلاب' کے صفحہ نمبر بارہ پر ایک خبر پڑھی جس کا عنوان تھا "سعودی عرب اور اسرائیل کے مابین تجارت شروع " اس کے تحت مرقوم تھا کہ "سعودی عرب کی ایک ممتاز مینو فیکچرنگ کمپنی کا تعمیراتی سامان یہودی آبادکاری والے علاقہ میں واقع فیکٹری میں استعمال کیا جارہا ہے۔ سعودی عرب کی مینو فیکچرنگ کمپنی 'سابق' پیٹرو کیمیکل،صنعتی پولیمر اور دھات سے تیار تعمیراتی اشیاء دنیا بھر میں سپلائی کرتی ہے لیکن اس کمپنی کی اشیاء کو اب یہودی آبادکاری والے علاقے میں بھی دیکھا جارہا ہے"۔ کچھ سطروں بعد تحریر تھا "سعودی عرب اسرائیل سے متعدد مصنوعات خرید رہا ہے"۔ (روزنامہ انقلاب، ۱/دسمبر، ۲۰۱۸) اگر یہی حال رہا تو ہم اس مصرعہ" تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں " کے مصداق بن جائیں گے۔

ایغور کے مسلمانوں کے بد ترین حالات امت مسلمہ کو چیخ چیخ کر دعوت فکر دے رہے ہیں، مشرقی ترکستان جہاں ترک قومیں آباد ہیں، پر 1949ء سے چین کا قبضہ ہے، وہاں مسلمانوں کو اسلام سے بیزار ہونے پر مجبور کیا جارہا ہے، ان پر چینی تہذیب تھوپی جارہی ہے، ان کو ماؤزے تنگ کی تعریف کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے، مسجدوں کو ڈھایا جارہا ہے، بچوں کو ان کے والدین سے الگ کرکے یتیم خانے میں رکھا جارہا ہے، چین کے کچھ علاقوں میں مسلمانوں کو اسلام کے ارکان نماز، روزہ اور حج کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے، روزہ رکھنے پر قید خانے میں ڈال دیا جاتا ہے، تلاوت قرآن کرنے پر سزا کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے، مسلمانوں کے حمایتی بننے والے کمیونسٹ اب کہاں ہیں؟ لیکن پاکستان کی چین سے دوستی بھی مسلم ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جنہیں ہم روزانہ اخبارات کی زینت بنتے ہوئے دیکھتے ہیں اور سوشل میڈیا پر ملاحظہ کرتے رہتے ہیں ۔ اس پر پاکستان کی چین سے دوستی، ہر موقع پر اس کا ساتھ دینا اور مسلم ممالک کا خاموشی اختیار کرنا، ایک المیہ ہے۔

وطن عزیز ہندوستان ہی کو لے لیجیے، ایک وقت تھا کہ بر اعظم ایشیاء میں ہندوستان کو امن و آشتی کا گھوارہ سمجھا جاتا تھا ،اس

کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں جمہوری طرز حکومت قائم ہے۔ لیکن کچھ برس سے غیر مسلم اقوام نے جمہوری طرز حکومت کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچنا شروع کردیں .مسلم قوم میں مسلک کے نام پر پھوٹ ڈال کر اس کے شیرازے کو حتی المقدور منتشر کرنے کی کوشش کی اور کی جارہی ہے۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کی بات کی جارہی ہے، مسلم نام سے موسوم شہر قصبوں کے اسماء کو تبدیل کیا جارہا ہے، تاج محل کو راج محل سے موسوم کرنے کی ناپاک کوشش جاری ہے، تاریخی مساجد کو شہید کرکے ان کے مقام پر مندر بنانے کی بات کی جارہی ہے، اس سلسلے میں ایودھیا کی بابری مسجد اور بنارس کی جامع مسجد کو خاص طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے 23 نومبر کو ایک بی جے پی لیڈر نے یہاں تک کہ دیا کہ دہلی کی جامع مسجد کو گراکر دیکھ لو اس کے اندر بے شمار مورتیاں نکلیں گی، یہ مسجد بھی مندر توڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح جھوٹ بول کر یہ جھوٹے فساد برپا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ 25 نومبر کو دھرم سبھا میں لاکھوں ہندو ایودھیا میں جمع ہوئے اس دھرم سبھا سے ایک ہفتہ قبل ان لوگوں نے دس ہزار ترشول تقسیم کیے، مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے مکمل تیاری کے ساتھ ایودھیا کی زمین کو بے گناہوں کے خون سے لہو لہان کرنے کے لیے تمام سادھو سنتوں نے ہندوؤں کی، دھرم سبھا میدان میں حاضری کو لازمی قرار دیا۔ ممبئی سے شیو سینا سربراہ ادھو ٹھاکرے کی قیادت میں ہزاروں کارکنوں کے علاوہ وشو ہندو پریشد کی اپیل پر ریاست کے مختلف اضلاع سے وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور دیگر ہندو وادی تنظیموں کے کارکنوں کے جمع ہونے سے ایودھیا پورے ملک کی نظروں کا مرکز بنا رہا۔ ایودھیا میں تقریباً آٹھ ہزار مسلمانوں میں سے نصف اور کچھ امن پسند ہندو بھی نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ (مختلف ہندی، اردو اور انگریزی جرائد سے ماخوذ،حذف و اضافہ کے ساتھ)

ممبئی اردو نیوز کی رپورٹ کے مطابق "مندر وہیں بنائیں گے، اور دم لگاؤ ڈابر کا داغ مٹادو بابر کا، جو جیبھ (زبان) بابر کی بولے گی وہ جیبھ کاٹ دی جائے گی، بچہ بچہ رام کا جنم بھومی کے کام کا، جس ہندو کا خون نہ کھولے خون نہیں وہ پانی ہے، جیسے اشتعال

انگیز نعرے ،رام بھکت جے شری رام اور رام للا لگارہے تھے" ...ادھو نے مودی حکومت پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ حکومت رام مندر تعمیر کرے یا اعتراف کرے کہ رام مندر کی تعمیر کا وعدہ انتخابی جملہ تھا،آگے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا "مندر ضرور بنے گا" (ممبئی اردو نیوز، ۲۵/ نومبر ۲۰۱۸)

کچھ سنتوں نے تو یہاں تک دعوی کردیا کہ اگر بابری مسجد کے مقام پر رام مندر کی تعمیر نہیں ہوئی تو ملک میں موجود مغلیہ دور کی تمام مسجدوں کو منہدم کرکے مندر بنائیں گے۔

غیر مسلم اقوام کی نگاہیں صرف مسجدوں پر ہی نہیں ہیں بلکہ مدارس اور اس میں احکام خدا اور فرامین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دلوں کو مزین کرنے والے طلبہ کو بھی یہ ہندو توا تنظیمیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنارہی ہیں ۔ کبھی دہلی میں جنید کو قتل کردیا جاتا ہے تو کہیں دہلی ہی میں مدرسہ میں پڑھنے والے ایک طالب علم **'عظیم'** کے کلیوں جیسے چہرے کو کو لاٹھیوں سے پیٹ پیٹ کر مسخ کردیا جاتا ہے۔ کبھی جامعہ اشرفیہ سے سال گزشتہ فارغ ہونے والے ہمارے ساتھی **مولانا نسیم مصباحی** کو بنارس کے ایک کالج کے سامنے کچھ انتہا پسند ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے ہیں تو کبھی اردو کا قدیم گھوارہ اور مشرقی تہذیب و تمدن کی آماجگاہ لکھنؤ کے اسٹیشنوں کو مدرسہ میں پڑھے والے طلبہ کے خون سے رنگین کردیا جاتا ہے۔

لیکن امت مسلمہ آپسی انتشار میں الجھی ہوئی ہے۔ جب تک تمام مسلمان خواہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ہوں سیاست کے نام پر یکجا نہیں ہوں گے، تب تک اسی طرح غیر مسلم اقوام کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہیں گے۔ تمام مکتبہ فکر والے اپنے مسلک کے تابع رہتے ہوئے حکومت و سرکار کے بالمقابل سینہ سپر رہیں تو ہم ان ظالموں کے پنجہ استبداد سے بآسانی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یاد رکھیے جب ہندو یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا غیر مسلم، مسلمان پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کا نشانہ صرف مسلمان ہوتا ہے دیوبندی یا سنی نہیں۔ کم از کم علمائے اہل سنت اس حاجت شدیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے

سے پرہیز کرتے ہوئے جماعت اہل سنت کے افراد کو یکجا کرنے کی کوشش کریں تو یہ اپنے آپ میں ایک بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

دیوبندیت، غیر مقلدیت، وہابیت اور دیگر مذاہب باطلہ کے افراد کی تعداد میں روز بروز اضافہ جماعت اہل سنت کے لیے عصر حاضر کا سب سے بڑا چیلنج : دور حاضر میں دیوبندی اور وہابی اپنے آپ کو صحیح العقیدہ مسلمان، موحد اور حق پرست خیال کرتے ہیں ۔ اپنے علاوہ ساری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر کہتے ہیں اور ہر وہ بات جو ان کی عقل خبیث کے خلاف ہو اسے شرک بتاتے ہیں۔ خود کو قرآن و حدیث کا پیروکار اور اپنے مخالفین پر منکرینِ حدیث اور قبر پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ حدیث کے نام پر عوام کو گمراہ کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے اختیار کرتے ہیں۔ جماعت اہل سنت سے وابستہ افراد کو اہل رائے اور قیاس کے الزام لگاکر عوام الناس کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اپنے چنگل میں پھانسنے کے لیے جھوٹ، غیبت اور ان جیسے کبائر گناہوں کو جائز سمجھتے ہیں۔

اگرچہ ان کا عقیدہ باطل ہے لیکن وہ لوگ نماز، روزہ، حج اور زکاۃ وغیرہ ارکان اسلام کو اتنی پابندی سے بجا لاتے ہیں کہ ہم ان پر رشک کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث 'یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم.......یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة..... الحدیث' کا کامل مصداق نظر آتے ہیں۔ ہماری عوام ان کی ظاہری عبادت کو دیکھ کر ان کو حق پر سمجھتی ہے اور بآسانی ان کے مذہب کا انتخاب کرلیتی ہے۔ اس طرح نہ جانے ہم اپنے کتنے بھائیوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنتے ہوئے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

موقع بموقع یہ لوگ اصلاحی اجتماعات قائم کرتے ہیں۔ اجتماعات میں بھی نماز کی مشق کرواتے ہیں، دیگر ارکان کی اسلام کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ ہمارے بولے بھالے سنی بھائیوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں، ان کو اس طرح تبلیغ کرتے ہیں کہ جب وہ واپس آتے ہیں تو پکے والے وہابی ہوچکے ہوتے ہیں۔ اولا تو ہمارے یہاں اس طرح کے اجتماعات کا انعقاد ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور ثانیا اگر ہوتے بھی ہیں تو ان کا وجود عدم کی منزل میں ہے، البتہ بے فائدہ جلسوں کی ہمارے یہاں

بھرمار ہے۔ لیکن ہمارے جلسوں کا حال یہ ہے کہ ہم مسلم معاشرے میں اصلاحِ معاشرہ ،سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قومی یکجہتی اوردستاربندی کے نام سے آئے دن جلسے منعقد کرتے ہیں، ایسے مقررین کوعموما مدعو کرتے ہیں جن کوجلسے کےموضوع سے کوئی سروکارہی نہیں ہوتاہے، اسٹیج پر بیٹھ کر یا تو چٹکلے سناکر وقت کو پورا کرتے ہیں یا ایک دوسرے پر کفر و شرک کے فتوے لگاکر امت مسلمہ کے شیرازے کو منتشر کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ جلسے اصلاح حال کی خاطر منعقدکئے جاتے ہیں، مگر اصلاح نام کی کوئی چیز حاصل نہیں ہوپاتی ہے۔ ہمارے کچھ سنی بھائیوں کو ہماری یہ باتیں سخت ناگور لگتی ہیں اور وہ اسی وجہ سے جماعت اہل سنت کو الوداع کہ دیتے ہیں۔

لہذا ضروری ہے کہ ہم عصر حاضر کےتقاضوں کے مطابق اپنے مشن کو جاری رکھیں اور حکمت اور موعظمت کے ساتھ اسلام کا میسیج تمام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں، ساری بڑی جگھوں پر دوسروں کا قبضہ ہوگیا ہے، یہ کس بات کا ثبوت دیتا؟ یہ ہمارے آپسی جھگڑوں کا ہی نتیجہ ہے ورنہ........ ہم آج بھی بڑی جگہوں پر قبضہ کرکے اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کرسکتے ہیں اس لیے کہ ہم الحمدلله 'ما انا علیہ واصحابی' کے کامل مصداق ہیں۔ ہمارے ہی متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "وَ لَا تَہِنُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ" (سورة آل عمران، الآية:١٣٩) لہذا ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان "لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ"اور "وَ لِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَ لِرَسُوۡلِہٖ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ" کو سامنے رکھتے ہوئے میدان عمل میں آئیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیت ہماری ہی ہوگی، کامیابی و کامرانی اور فتح و نصرت ہمارے قدم چومے گی۔(ان شاء اللہ تعالی،وباللہ التوفیقٰ)

محمد اویس مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اتحاد زندگی، اختلاف موت

آج امت مسلمہ جن مصیبتوں، دقتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہے وہ سب پر عیاں اور ہویدا ہیں، کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہے، جن مسائل میں امت مرحومہ کو الجھاکر اس کے شیرازے کو منتشر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ اپنے آپ میں دکھ اور رنج و غم سے پر ایک مثلِ داستان ہے، اس سوچ میں لیل و نہار بسر ہورہے ہیں کہ اس پہ ہر دن ایک نیا نشتر زخم دینے کے لیے تیار کھڑا ہے، ہمارے آپسی اختلافات، جھگڑے، طنز، ایک دوسرے پہ بہتان تراشی، بد زبانیاں ان زخموں کو ناسور بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑرہی ہیں، ہمارے انھی اختلافات کا فائدہ اٹھاکر غیر مسلم اقوام اور دیگر باطل و گمراہ عقیدے والے امت مسلمہ کے خلاف طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں، مسلم نوجوانوں کو ٹیررسٹ terrorist کے نام پر بندی خانہ میں ڈالا جارہا ہے، مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو چن چن کر مارا جارہا ہے، ہر جگہ مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا شکار بنایا جارہا ہے۔ کبھی مسلک کے نام پر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے تو کبھی مسلم ممالک کو آپس میں لڑاکر ان کے شیرازے کو منتشر کیا جارہا ہے۔ امت مسلمہ کو چھوٹے چھوٹے طبقوں میں بانٹ کر اور ان کے اتحاد و اتفاق کی کمر توڑ کر بآسانی اس کے مال و زر، جائداد اور خزانوں پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ اس پر مسلم ممالک کی خاموشی ایک المیہ ہے۔ جن بچوں کے روشن مستقبل سے ہمیں امیدیں وابستہ تھیں انھیں کو نشانہ بنایا جارہا ہے، ننھی لاشیں خاک کے سپرد ہورہی ہیں ،شریعت کو سر عام نیلام کیا جارہا ہے، مسلمانوں کے حقوق سلب کیے جارہے ہیں، مسلم لڑکیاں آئے دن غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ فرار ہورہی ہیں، ان کے مذہب کو اپنارہی ہیں۔ بڑی آسانی کے ساتھ مسلم لڑکیاں ان کے مذہب میں داخل ہو رہی ہیں۔ حکومت کا سہارا لیکر غیر مسلم لوگ، مسلمانوں کے خلاف ہر روز نت نئی فتنہ انگیزیاں اور شرپسندانہ کاروائیاں کرکے ڈر اور خوف کا ماحول پیدا کررہے ہیں، مسلمان لڑکیوں کو اپنی ہوس کا شکار بنارہے ہیں، غیر مسلم لڑکوں کو اس کام کے لیے تیار کر رہے ہیں، کچھ لڑکیوں کے ذریعہ مسلم لڑکوں کو اپنے ہندو مذہب میں داخل کرنے کی ناکام

کوششیں کر رہے ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں جہاں اس کے لیے مال و زر فراہم کر رہی ہیں وہیں اپنی افرادی قوت کو بھی استعمال کر رہی ہیں۔ لیکن مسلم قائدین کو تو ابھی بس آپسی جھگڑوں اور اختلافات سے ہی فرصت نہیں ہے۔

آج ہم ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہیں حتی کہ نام نہاد دینداروں نے بھی اپنے اپنے آستانے الگ قائم کرلیے ہیں، الگ تنظیمیں بنالی ہیں، الگ ادارے قائم کرلیے ہیں، چلو یہ تو مسئلہ نہیں ہے کہ اس طرح قائم کیے جائیں لیکن وہ قلبی لحاظ سے بھی علیحدہ علیحدہ ہوگئے ہیں اور یہ بہت زیادہ خطرناک ہے تو پھر دنیادار لوگوں کا معاملہ ہی الگ ہے۔ لیکن شاید کہ کسی کو اس کی پرواہ ہو، اہل علم حضرات سے اس کی کچھ توقع ہوسکتی تھی لیکن اہل علم و دانش اور قائدین کو تو ابھی اسٹیج پہ لڑنے، جھگڑنے، چیخنے، چلانے اور ایک دوسرے پہ آگ اگلنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔ تکفیر مسلم کو اپنا ہتھیار سمجھ کر بیجا اس کا استعمال کرکے آپس میں ایک دوسرے کو خارج از اسلام کرنے کی ناکام اور رائیگاں انتھک جدوجہد کررہے ہیں۔ اپنے علاوہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہی نہیں ہیں، دین کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں، جنھیں کلمہ صحیح طریقے سے پڑھنا نہیں آتا ہو، تکفیر مسلم کے معنی سے بھی ناآشنا ہوں، حلال و حرام کے فرق سے بھی ناواقف ہوں، تارکین صوم و صلاۃ ہوں، آج وہی لوگ اہل سنت کی عظیم خانقاہوں کے سجادہ نشین بن کر امت مسلمہ کے شیرازے کو منتشر کرنے پر تلے ہوئے ہیں،ایک دوسرے پر کفر و الحاد کے فتوے لگا رہے ہیں، حدیث رسول "إذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" جب (معاملات) نالائق لوگوں کو سونپ دئیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو" کے کامل مصداق نظر آتے ہیں، ایک وقت تھا کہ انھیں خانقاہوں سے اتفاق و اتحاد کا نعرہ بلند ہوتا تھا، فقراء، یتامی، مساکین اور ضرورت مندوں کی امداد کی جاتی تھی، تعلیم کے لیے پیسہ اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے کا انتظام و انصرام کیا جاتا تھا لیکن آج کچھ خانقاہوں سے اختلاف و انتشار کا پیغام دوسرے لوگوں تک جارہا ہے۔

آخر کب تک یہ سلسلہ چلے گا؟ آخر کب تک اس طرح امت مسلمہ کے شیرازے کو منتشر کیا جائے گا؟ لیکن کیا علمائے اہل سنت میں

آپسی اتحاد ناممکن ہے؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا" اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، آج ہم نے فرمانِ الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ہے، دوسرے لوگوں کے طریقہ کار کو اپنا مشن بنالیا ہے۔

سنن ابن ماجہ، کتاب العقوبات کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مھاجرین کو مخاطب کرکے پانچ چیزیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے آخری دو باتیں یہ ہیں کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے لگتے ہیں تو اللہ تعالی ان کے علاوہ دشمنوں میں سے کسی کو ان پر مسلط کردیتا ہے تو وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے چھین لیتا ہے، اور جب لوگ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس میں پھوٹ ڈالدیتا۔

تقریبا ساڑھے چودہ سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی مکمل ہورہی ہے، امت مسلمہ نے اللہ و رسول کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا ہے، اللہ و رسول کے عہد کو توڑنے لگے ہیں، قرآن و سنت پر عمل کرنا ترک کردیا ہے، رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کو اپنا آئڈیل بنانے میں شرم محسوس کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، "لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ" فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اﷲ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم آپسی اختلافات میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔

ہم اپنے اسلاف کے طریقے کو اپنانے میں جھجھک محسوس کرتے ہیں، ان کے خیالات اور اقوال زریں پر عمل کرنے کو برا جانتے ہیں، اس دور میں ضرورت ہے کہ ہم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس فرمان "اتحاد زندگی ہے، اختلاف موت" پر عمل پیرا ہوں تو امید قوی ہے کہ امت مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ آپسی اختلافات اور جھگڑوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے، غیر مسلم اقوام کو ہم مات دے سکتے ہیں، ان کے بالمقابل فتح و نصرت حاصل کرسکتے ہیں، اپنے مدارس اور مساجد کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

جب تک تمام مسلمان خواہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ہوں سیاست کے نام پر یکجا نہیں ہوں گے، تب تک اسی طرح غیر مسلم اقوام کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہیں گے۔ تمام مکتبہ فکر والے اپنے مسلک کے تابع رہتے ہوئے حکومت و سرکار کے بالمقابل سینہ سپر رہیں تو ہم ان ظالموں کے پنجہ استبداد سے بآسانی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یاد رکھیے جب ہندو یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا غیر مسلم، مسلمان پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کا نشانہ صرف مسلمان ہوتا ہے سنی یا دیوبندی نہیں۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب کوئی اس طرح کی بات کرتا ہے تو دونوں طرف سے اس پر کفر و الحاد کے فتوے لگائے جاتے ہیں، ہمارے آپسی اختلافات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ امت مسلمہ کی خاطر ایک دوسرے سے ملنے پر بھی کفر کے فتوے لگائے جارہے ہیں، انہیں اختلافات کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ملک کی غیر مسلم اقوام نے جمہوری طرز حکومت کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچنا شروع کردیں ۔مسلم قوم میں مسلک کے نام پر پھوٹ ڈال کر اس کے شیرازے کو حتی المقدور منتشر کرنے کی کوشش کی اور کی جارہی ہے۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کی بات کی جارہی ہے، مسلم نام سے موسوم شہر قصبوں کے اسماء کو تبدیل کیا جارہا ہے، تاریخی مساجد کو شہید کرکے ان کے مقام پر مندر بنانے کی بات کی جارہی ہے، غیر مسلم اقوام کی نگاہیں صرف مسجدوں پر ہی نہیں ہیں بلکہ مدارس اور اس میں احکام خدا اور فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دلوں کو مزین کرنے والے طلبہ کو بھی یہ ہندو توا تنظیمیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنارہی ہیں، ایک طرف جنید و عظیم کو قتل کردیا گیا تو دوسری جانب جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے سال گزشتہ فارغ ہونے والے مولانا نسیم مصباحی کو بنارس کے ایک کالج کے سامنے کچھ شر پسندوں نے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا......

اگر یہی حال رہا تو ہم اس مصرعے "تمھاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں" کے کامل مصداق بن جائیں گے۔ کم از کم علمائے اہل سنت اس حاجت شدیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے سے پرہیز کرتے ہوئے جماعت اہل سنت کے افراد

کو یکجا کرنے کی کوشش کریں تو یہ اپنے آپ میں ایک بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس قول "اتحاد زندگی ہے، اختلاف موت" کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں، ہمیشہ قوم مسلم کو جوڑنے کی کوشش کریں، انتشار و اختلاف پیدا کرنے والی باتوں سے گریز کریں بلکہ ایسے لوگوں سے بھی دور رہیں جو امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرکے اس کے شیرازے کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ حافظ ملت کے قول "ہر مخالفت کا جواب کام ہے" پر عمل کرتے رہیں، لوگ آپ کی ہزار مخالفت کرتے رہیں لیکن آپ اپنے کام میں مصروف رہیں، ان کی بیہودہ باتوں پر دھیان نہ دیں، دین متین کی خدمت میں لگے رہیں، آپس میں میل جول اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان شاءاللہ دونوں جہاں میں کامیاب و کامران رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں میں اتحاد اتفاق پیدا فرمائے، مرنے سے پہلے توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرمائے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

محمد اویس مصباحی

صلوا علی الحبیب

صلي الله تعالی علي محمد

صلي الله عليه وسلم